دارُالإفتاء

بچوں کے مال اور اُن کو دیئے جانے والے تحائف کو کھانے اور استعمال کرنے کا حکم!

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

عام طور پر لوگ چھوٹے بچوں کو کھانے پینے اور دیگر استعمال کی چیزیں دیتے ہیں اور بہت چھوٹے (شیرخوار) بچوں کو دی جانے والی چیزیں بعض اوقات اُن کے استعمال میں نہیں آتیں، جس کی کئی وجوہات ہیں، مثلاً: کوئی کھانے کی چیز بچے کو کسی نے دی، اور بچے نے بچا دی، یا اُس کے لیے نقصان دہ تھی یا وہ چیز زیادہ تھی یا استعمال کے کپڑے بچے کے استعمال میں نہیں آئے، اور بچہ بڑا ہو گیا یا موسم کے لائق نہیں تھے یا کوئی کھلونا بچے کی عمر کے لحاظ سے مناسب نہیں اور اسی طرح دیگر چیزیں۔ ان سب کے بارے میں چند سوالات کا تفصیلی جواب مطلوب ہے:

❶ :- کھانے پینے کی چیز کسی نے بچے کو دی اور وہ چیز بچ گئی، تو والدین کیا کریں؟

❷ :- والدین نے چیز کو بچے کے لیے نقصان دہ سمجھا اور بچہ کو کھانے کے لیے نہیں دی تو اب اُس کا کیا کریں؟

❸ :- استعمال کے کپڑے جو بچے کو دیئے گئے تھے، وہ اُس کے استعمال میں نہیں آئے، تو وہ کپڑے والدین کسی اور کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

❹ :- بچہ اگر کوئی چیز اپنی مرضی سے استعمال نہ کرے یا نہ کھائے، تو کیا کریں؟

❺ :- بچہ کے لیے کوئی زیور بنوا دیا، تو اُسے بچے کی ماں استعمال کر سکتی ہے یا نہیں؟

❻ :- بچے کے لیے کوئی بھی چیز ہو، اُسے کسی دوسرے بچے کو استعمال کرنے یا کھانے

کے لیے دینا کیسا ہے؟ جبکہ اگر نہ دی جائے تو اس چیز کے ضیاع کا اندیشہ بھی ہو۔

مستفتی: محمد احمد، حسن اسکوائر، کراچی

الجواب حامدًا ومصليًا

بچوں کو اُن کے بچپن میں جو تحفے تحائف دیئے جاتے ہیں، اگر وہ ایسی چیزیں ہیں جو بچوں کے استعمال کی ہیں یا اُن کی ضرورت کے موافق ہیں تو ایسی چیزیں اُن بچوں ہی کی ملکیت ہوں گی، والدین کے لیے اُن چیزوں میں تصرف کرنا یا وہ چیزیں کسی اور کو دینا جائز نہیں ہوگا۔ اور ان کے علاوہ اگر کوئی اور چیزیں ہوں تو اس میں عرف ورواج کا اعتبار ہے، اگر عرف یہ ہے کہ یہ تحفے تحائف ماں باپ کو دینا مقصود ہوتے ہیں، صرف ظاہراً بچوں کے ہاتھ میں دیئے جاتے ہوں، جیسا کہ عام طور پر عقیقہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریب میں ہوتا ہے تو ان چیزوں کے مالک والدین ہی ہوں گے، وہ اُن میں جو چاہیں تصرف کرسکیں گے، پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ چیزیں والدہ کے رشتہ داروں نے دی ہیں تو والدہ اُن کی مالک ہے، اور اگر والد کے رشتہ داروں نے دی ہیں تو اُن کا مالک والد ہے۔ اگر عرف یہ ہے کہ اس طرح کی تقریبات میں وہ چیزیں بچے ہی کو دی جاتی ہیں تو پھر اُن کا مالک بچہ ہی ہوگا، اور اگر کسی موقع پر ہدیہ دینے والے صراحت کردیں کہ یہ بچہ کے لیے یا اس کی والدہ یا والد کے لیے ہے تو جس کی صراحت کریں گے وہی اس کا مالک ہوگا۔

مذکورہ تفصیل کے بعد سوالات کے جوابات ترتیب وار درج ذیل ہیں:

❶:- کھانے پینے کی کوئی چیز بچہ کو کوئی ہدیہ دے یا بچہ اپنی رقم سے خریدے تو اس کے والدین اور بھائیوں کو اس میں سے کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر اس چیز کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو قیمت دے کر خود کھالے یا کسی اور کو دے دے، یا یہ صورت اختیار کی جائے کہ ابھی اس چیز کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے یا بچے کی یہ تربیت کرنے کے لیے کہ وہ تنہا نہ کھائے، بلکہ سب کو کھلایا بھی کرے تو اس کے ساتھ کھالے، اور جب بعد میں بچے کو کوئی چیز یا رقم دے تو اس میں اُس استعمال کردہ چیز کے عوض کی نیت کرلے تو اس سے بچے کی تربیت بھی ہوجائے گی اور نابالغ کے مال میں تصرف کا اشکال بھی نہیں ہوگا۔

❷:- اگر وہ چیز والدین بچے کے لیے نقصان دہ سمجھیں تو اُن کو اس کی اجازت ہے کہ وہ بچے کو وہ چیز استعمال کرنے کے لیے نہ دیں، اور اپنی طرف سے بعد میں کوئی چیز دیتے ہوئے اس کے

بدل کی نیت کرلیں۔

❸:- جو کپڑے بچے کے ملکیتی ہیں تو والدین کے لیے وہ کپڑے کسی اور کو دینا جائز نہیں ہے، البتہ اگر وہ کپڑے والدین نے بچوں کو بنا کر دیئے ہیں اور والدین نے ان کو مالک نہیں بنایا، بلکہ استعمال کے لیے دیئے ہیں تو ایسی صورت میں وہ کپڑے چھوٹے ہونے پر اس کے چھوٹے بہن بھائیوں یا کسی اور بچے کو دیئے جاسکتے ہیں، اور اگر کسی اور نے وہ کپڑے بچے کو تحفے میں دیئے ہیں اور موسم کے ناموافق ہونے یا کسی اور وجہ سے بچے کے استعمال میں نہیں آسکے اور نہ وہ کپڑے بعد میں بچے کے کام آسکتے ہیں تو ایسی صورت میں والدین یہ کپڑے کسی اور کو دے دیں اور بعد میں اس کے عوض بچوں کو ان کے مناسب کوئی کپڑا بنا کر دے دیں۔

❹:- اس کا جواب پہلے سوال کے جواب کے ضمن میں آ گیا ہے۔

❺:- زیور اگر کسی نے بچے ہی کو بنا کر دیا ہے تو اس کی والدہ کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

❻:- تیسرے سوال کے جواب میں اس کا جواب آ گیا ہے۔

’’فتاویٰ شامی‘‘ میں ہے:

’’و یباح لوالدیه أن یأکلا من مأکول وهب له، وقیل لا، انتهی، فأفاد أن غیر المأکول لا یباح لهما إلا لحاجة وضعوا هدایا الختان بین یدي الصبي فما یصلح له کثیاب الصبیان، فالهدیة له، وإلا فإن المهدي من أقرباء الأب أو معارفه فللأب أو من معارف الأم فللأم، قال هذا لصبي أو لا، ولو قال: أهدیت للأب أو للأم فالقول له، وکذا زفاف البنت، خلاصة، وفیها: اتخذ لولده أو لتلمیذه ثیابا ثم أراد دفعها لغیره لیس لهٗ ذلك ما لم یبین وقت الاتخاذ أنها عاریة، وفي المبتغی: ثیاب البدن یملکها بلبسها بخلاف نحو ملحفة ووسادة.

(قوله: وهب له) قال في التتارخانیة روي عن محمد نص أنه یباح. وفي الذخیرة: وأکثر مشایخ بخاری علی أنه لا یباح. وفي فتاوی سمرقند: إذا أهدي الفواکه للصغیر یحل للأبوین الأکل منها إذا أرید بذلك الأبوان، لکن الإهداء للصغیر استصغارا للهدیة اهـ. قلت: وبه یحصل التوفیق، ویظهر ذلك بالقرائن، وعلیه فلا فرق بین المأکول وغیره بل غیره أظهر فتأمل. (قوله: فأفاد) أصله لصاحب البحر وتبعه في المنح (قوله إلا لحاجة) قال في التتارخانیة: وإذا احتاج الأب إلی مال ولده، فإن کانا في المصر واحتاج لفقره أکل بغیر شيء وإن کانا في المفازة واحتاج إلیه لانعدام الطعام معهٗ فله الأکل بالقیمة اهـ.‘‘ (فتاویٰ شامی، کتاب الهبة، ج:۵، ص: ۶۹۶، ط: سعید)

''البحر الرائق''میں ہے:

''و يباح للوالدين أن يأكلا من المأكول الموهوب للصغير كذا في الخلاصة أيضا، فأفاد أن غير المأكول لا يباح لهما إلا عند الاحتياج، كما لا يخفى. وأشار المؤلف إلى أن ما علم أنه وهب للصغير يكون ملكا له، أما لو اتخذ الأب وليمة للختان فأهدى الناس هدايا ووضعوا بين يدي الولد، فإن كانت الهبة تصلح للصبي مثل ثياب الصبيان أو شيء يستعمله الصبيان فالهدية للصبي، وإن كانت غير تلك كالدراهم والدنانير والحيوان ومتاع البيت ينظر إلى المهدي إن كان من أقرباء الأب أو معارفه فهو للأب، وإن كان من أقرباء الأم أو معارفها فهو للأم، وسواء كان المهدي يقول عند الهدية هٰذا للصبي أو لم يقل، وكذا لو اتخذ الوليمة لزفاف بنته إلى بيت زوجها فأهدى أقرباء الزوج أو المرأة وهٰذا إذا لم يقل المهدي أهديت للأب أو للأم وتعذر الرجوع إلى قوله، أما إذا قال شيئًا فالقول قوله، كذا في الخلاصة. اهـ.''

(البحر الرائق، ج:۷، ص: ۲۸۸، کتاب الهبة، هبة الاب لطفله، ط: دارالكتاب الاسلامي)

''فتاویٰ عالمگیری''میں ہے:

''إذا وهب للصغير شيئًا من المأكول، قال محمد - رحمه الله تعالى -: يباح لولديه أن يأكلا منه، وقال أكثر مشايخ بخارى رحمهم الله تعالىٰ -: لا يحل، كذا في السراجية. وأكثر مشايخ بخارى على أنه لا يباح، كذا في جواهر الأخلاطي. أهدى للصغير الفواكه يحل لوالديه أكلها؛ لأن الإهداء إليهما، وذكر الصبي لاستصغار الهدية، ولو أن رجلا اتخذ وليمة للختان فأهدى إليه الناس اختلف المشايخ رحمهم الله تعالى فيها، قال بعضهم: هي للولد سواء قالوا هي للصغير أو لم يقولوا سلموها إلى الأب أو إلى الابن؛ لأنه هو الذي اتخذ الوليمة للولد، وقال بعضهم: هي للوالدين، وقال بعضهم: إذا قالوا للولد فهي له، وإن لم يقولوا شيئا فهي للوالد، قال الفقيه أبو الليث - رحمه الله تعالى -: إن كانت الهدية مما يصلح للصبي مثل ثياب الصبي أو شيء يستعمل للصبيان فهي للصبي، وإن كانت الهدية دراهم أو دنانير أو شيئا من متاع البيت أو الحيوان، فإن أهداه أحد من أقرباء الأب أو من معارفه فهي للوالد إذا اتخذ الرجل عذيرة للختان فأهدى الناس هدايا ووضعوا بين يدي الولد فسواء قال المهدي هٰذا للولد أو لم يقل، فإن كانت الهدية تصلح للولد، مثل ثياب الصبيان أو شيء يستعمله الصبيان مثل الصولجان والكرة فهو للصبي؛ لأن هٰذا تمليك للصبي عادة، وإن كانت الهدية لا تصلح للصبي عادة كالدراهم والدنانير ينظر إلى المهدي، فإن كان من أقارب الأب أو معارفه

فهي للأب، وإن كان من أقارب الأم أو معارفها فهي للأم؛ لأن التمليك هنا من الأم عرفا وهناك من الأب، فكان التعويل على العرف حتى لو وجد سبب أو وجه يستدل به على غير ما قلنا يعتمد على ذلك، وكذلك إذا اتخذ وليمة لزفاف ابنته فأهدى الناس هدايا فهو على ما ذكرنا من التقسيم، وهذا كله إذا لم يقل المهدي شيئا وتعذر الرجوع إلى قوله، أما إذا قال: أهديت للأب أو للأم أو للزوج أو للمرأة فالقول للمهدي، كذا في الظهيرية.''

(فتاویٰ عالمگیری، ج:٤، ص:٣٨٢، كتاب الهبة، الباب الثالث فيما يتعلق بالتحليل، ط: رشيديه)

''البحر الرائق''میں ہے:

''ولو اتخذ لولده ثيابا ثم أراد أن يدفع إلى آخر ليس لهٗ ذلك إلا أن يبين وقت الاتخاذ أنه عارية وكذا لو اتخذ لتلميذه ثيابًا فأراد أن يدفع إلى غيره وإن أرادا الاحتياط يبين أنها عارية حتى يمكنه أن يدفع إلى غيره. اهـ.

وفي هامش منحة الخالق تحته: (قوله ولو اتخذ لولده ثيابا إلخ) قال الرملي وفي الحاوي الزاهدي برمز (بم) دفع لولده الصغير قرصا فأكل نصفه ثم أخذه منه ودفعه لآخر يضمنه إذا كان دفعه لولده على وجه التمليك وإذا دفعه على وجه التمليك وإذا دفعه على وجه الإباحة لا يضمن، قال: عرف به أن مجرد الدفع من الأب إلى الصغير لايكون تمليكا وأنه حسن. اهـ.''

(البحر الرائق، ج:٧، ص: ٢٨٨،كتاب الهبة، هبة الاب لطفله، ط: دارالكتاب الاسلامي)

''حاشية الشلبي على تبيين الحقائق''میں ہے:

''وأما الأب إذا باع عقار الصغير بمثل القيمة، فإن كان الأب محمودا عند الناس أو مستورا يجوز حتى لو بلغ الابن لم ينقض البيع وإن كان الأب فاسقا لا يجوز البيع حتى لو بلغ الابن له نقض البيع وهو المختار.''

(حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، ج:٦، ص: ٢١٢، كتاب الوصايا، باب الوصي، ط: المطبعة الكبرىٰ الأميرية - بولاق، القاهرة)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
ابوبکرسعیدالرحمٰن	محمدانعام الحق	محمدحمزہ منصور
		تخصصِ فقہِ اسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....